

تابعین کرام کے اسالیب دعوت: عقیدہ توحید کی اصلاح و ترویج کا تحقیقی مطالعہ

“THE PREACHING METHODOLOGIES OF THE TĀBĪ‘ĪN: A RESEARCH STUDY ON THE REFORM AND PROPAGATION OF THE DOCTRINE OF TAWHĪD”

Hafiz Faisal Sharif

Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies & and Sharia, MY University, Islamabad, Email.

faisalsharif738@gmail.com

Dr. Kulsoom Fatima

Assistant Professor, National University of Sciences and Technology (NUST), Islamabad .

Email: kulsoom.fatima@smme.nust.edu.pk

Abstract:

This research article explores the methodological approaches (Asālīb al-Da‘wah) adopted by the Tābī‘īn (the successors of the Companions) in the reform and propagation of the doctrine of Tawhīd (Islamic monotheism). The study highlights how the Tābī‘īn, inheriting the legacy of the Prophet Muhammad (peace be upon him) and his Companions, played a pivotal role in preserving the purity of Islamic belief during a period marked by emerging ideological deviations and theological disputes. Through analytical and descriptive methods, this research examines their Invitational, educational, and reformative strategies, including preaching, teaching, and refutation of false beliefs, moral training, and intellectual engagement with deviant groups. The study further demonstrates that the Tābī‘īn emphasized wisdom, patience, and adherence to Qur’ān and Sunnah as core principles in their efforts. The findings of this research underline the relevance of their methodologies in addressing contemporary challenges related to creed and religious thought.

Keywords:

Tābī‘īn, Tawhīd, Islamic Creed, Da‘wah Methodology, Reform of Belief, Propagation of Islam, Early Islamic Scholars, Theological Development, Qur’ān and Sunnah, Islamic Thought

مقدمہ

اسلام کا مرکز اور بنیادی عقیدہ "توحید" ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ قرآن و سنت نے اس عقیدہ کو بڑی وضاحت اور تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس عقیدہ کی تبلیغ، تفہیم اور تحفظ کا بیڑا اٹھایا۔ جب تابعین کا دور آیا، تو مختلف فکری، ثقافتی اور خارجی عوامل کی وجہ سے بعض انحرافات پیدا ہونے لگے۔ اس وقت تابعین نے نہایت حکمت، علم، استدلال، وعظ اور تربیت کے ذریعے عقیدہ توحید کی اصلاح کی کوشش کی۔

عقیدہ توحید کی اہمیت:

عقیدہ توحید (اللہ کی وحدانیت کا ایمان) اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ اگر اس میں خرابی آجائے تو باقی عبادات بھی بے اثر ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے تابعین نے اصلاح کی ابتداء عقیدہ سے کی نہ کہ صرف ظاہری اعمال سے۔ تابعین نے خطبات، دروس، مجالس علم اور انفرادی نصیحتوں کے ذریعے عوام الناس کی فکری اصلاح کی۔ امام حسن بصریؒ تابعین کے بڑے علما میں سے ہیں۔ ان کے بہت سے اقوال توحید، تقدیر، اور اخلاص کے بارے میں محفوظ ہیں۔ وہ اپنے خطبات میں اکثر توحید کی تعلیم دیتے تھے۔ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد اللہ ختلی لکھتے ہیں:

من عرف الله تعالى أحبه، ومن أحب الله أطاعه¹

جس نے اللہ کو پہچانا، وہ اس سے محبت کرتا ہے، اور جو محبت کرتا ہے، وہ اطاعت کرتا ہے۔

سعید بن جبیر نے توحید کے خلاف ہر بدعت کا علمی رد کیا اور قرآن کے ذریعے عقائد کی وضاحت کی۔ امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں لکھتے ہیں کہ

"تابعین نے سب سے زیادہ زور توحید اور سنت کی طرف واپسی پر دیا کیونکہ بدعات اور شرک کے جراثیم اس وقت پھیلنے لگے تھے۔"

عبد اللہ بن المبارکؒ فرمایا کرتے تھے:

أصل الدين عندنا هو العقيدة، فإذا فسدت العقيدة فسدت الأعمال²

ہمارے نزدیک دین کی اصل عقیدہ ہے، اگر عقیدہ خراب ہو جائے تو عمل بھی خراب ہو جاتے ہیں۔

تابعین نے عقیدہ توحید کی اصلاح کے لیے سب سے پہلا اسلوب تعلیم و تربیت کو اپنایا۔ وہ علمی حلقوں میں عقیدہ کی صحیح تعلیم دیتے، اور اپنے شاگردوں کی فکری اصلاح کرتے۔

حضرت حسن بصریؒ (متوفی 110ھ) جو بصری مکتب فکر کے جلیل القدر تابعی ہیں، وہ اپنے درس میں اکثر توحید خالص کا بیان کرتے اور عوام کو شرک خفی و جلی سے بچنے کی تلقین فرماتے۔

"اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر بندگی بے معنی ہے۔"³

وہ اپنے خطبات میں اللہ کی صفات، قدرت، علم، اور ربوبیت کو نہایت سادہ مگر پراثر انداز میں بیان کرتے تھے، تاکہ سننے والے توحید کے مفہوم کو دل سے سمجھیں۔

بدعات و خرافات کی تردید کا اسلوب

اسلام ایک ایسا دین ہے جو مکمل، کامل اور خالص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا⁴

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ دین میں کسی قسم کے اضافے، کمی یا ذاتی خواہشات کے مطابق تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ بدعت اور خرافات اسی دین خالص میں دخل اندازی ہیں، جن سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ دین میں بدعت کی تردید کے لیے سب سے مؤثر اسلوب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے دلائل سے واضح کیا جائے کہ یہ عمل دین میں شامل نہیں۔

مثلاً نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ⁵

ترجمہ: "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، وہ مردود ہے۔"

نرمی اور حکمت سے بات کرنا

نبی کریم ﷺ نے اصلاح کا کام نرمی، محبت اور حکمت سے کیا۔ قرآن بھی اسی اسلوب کی تلقین کرتا ہے:

"ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ"⁶

ترجمہ: "اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے دعوت دو۔"

بدعات اور خرافات میں مبتلا افراد کو جھڑکنے کے بجائے ان سے خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ بات کرنا بہتر ہے۔ جب عقیدہ توحید میں مختلف بدعات اور شرکیہ افعال داخل ہونا شروع ہوئے، تو تابعین نے ان کی سخت تردید کی۔ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں بدعات کے خلاف دلیل دیتے اور عوام کو بدعتی افکار سے خبردار کرتے۔

حضرت ابن سیرینؒ (متوفی 110ھ) فرماتے ہیں:

"بے شک یہ علم دین ہے، پس دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔"⁷

یہ بات انہوں نے ان لوگوں کے لیے کہی جو اپنی عقل یا فلسفہ سے اللہ کی ذات و صفات کے بارے میں کلام کرنے لگے تھے۔

توحید افعالی اور صفاتی پر زور دینا

"توحید افعالی اور صفاتی پر زور دینا" ایک نہایت اہم دینی و فکری نکتہ ہے، جو اسلامی عقائد کے بنیادی ستون توحید کی مختلف جہتوں کو واضح کرتا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل،

تشریح، اور حوالہ جات درج ذیل ہیں:

توحید کا مطلب ہے "اللہ کی یکتائی" کو ماننا۔ اسلامی عقیدہ میں توحید کی تین بڑی اقسام بیان کی جاتی ہیں:

- توحید ربوبیت (توحید افعالی)
- توحید الوہیت (توحید عبادی)
- توحید الاسماء والصفات (توحید صفاتی)

توحید افعالی سے مراد یہ ہے کہ کائنات کا خالق، مالک، مدبر، اور چلانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی اور اس میں شریک یا معاون نہیں۔
بارش بر سنا، زندگی اور موت دینا، روزی فراہم کرنا، بیماری دینا یا شفا دینا، عزت و ذلت —all these actions are only from Allah۔
کوئی ولی، نبی، فرشتہ یا کسی اور مخلوق کو ان افعال میں دخیل یا مستقل مؤثر ماننا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔
فرمان الہی ہے۔

"قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۚ" 8
تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ... فَسَبِّحُوا لِلَّهِ" 9

تم فرماؤ: آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ یا کون اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے کون نکالتا ہے؟ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو اب کہیں گے: "اللہ"۔

توحید صفاتی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اس کی صفات منفرد، کامل اور مخلوق سے جدا گانہ ہیں۔

اللہ علیم ہے تو اس جیسا علم کسی کو حاصل نہیں۔ وہ قدیر ہے تو اس جیسی قدرت کسی کو نہیں۔ وہ بصیر، سمیع، خبیر ہے، اس کی صفات تشبیہ یا تعطیل کے بغیر تسلیم کی جاتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی صفات کو مجازاً کسی اور کے لیے مان لینا بھی کفر یا شرک کا سبب بن سکتا ہے۔ توحید افعالی اور صفاتی کا زور اسلامی توحیدی فکر کو خالص رکھنے کے لیے ہے۔ یہ نظریہ بدعات، شرک خفی، اور قبوری عقائد سے بچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

تابعین نے اللہ تعالیٰ کے افعال (مثلاً: رزق دینا، موت و حیات) اور صفات (مثلاً: علم، قدرت، سمیع و بصیر) کے باب میں خالص توحید پر زور دیا۔

امام مجاہد بن جبر (متوفی 103ھ) تفسیر قرآن کے جلیل القدر تابعی ہیں۔ وہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت اللہ کی صفات کے باب میں تاویل یا تشبیہ سے گریز کرتے، اور صفات کو اسی طرح تسلیم کرتے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہے کہ
"وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا" 10
اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

عقل و استدلال کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا فرمایا ہے تاکہ وہ حق و باطل میں فرق کر سکے، اچھائی اور برائی کو پہچان سکے اور اپنے اعمال کا درست انتخاب کر سکے۔ عقل و استدلال انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام میں عقل کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور قرآن پاک میں بار بار تدبر، تفکر اور تعقل کا حکم دیا گیا ہے۔ محض اندھی تقلید کو ناپسند کیا گیا ہے۔ ایک سچا مسلمان وہی ہوتا ہے جو عقل کا استعمال کرتے ہوئے دین کی حقیقت کو پہچانے اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالے۔
عقل و شعور کی نعمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا ہے کیونکہ انسان کے پاس عقل ہے۔ عقل کی مدد سے انسان سوچتا، سیکھتا اور فیصلہ کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَفَلَا تَعْقِلُونَ 11

کیا تمہیں عقل نہیں؟

حق و باطل میں تمیز:

عقل انسان کو نیکی اور بدی کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ یہ عقل ہی ہے جو کسی بات کی سچائی یا جھوٹ کو پرکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

اسلام میں عقل کی اہمیت:

اسلام ایک عقلی مذہب ہے، جہاں کسی بات کو بغیر سمجھ ماننے کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ 12

بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اندھی تقلید سے گریز:

اسلام میں بغیر سوچے سمجھے دوسروں کی پیروی (اندھی تقلید) کی ممانعت کی گئی ہے۔ ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کو سمجھے، دیکھے، اور عقل و استدلال کی روشنی میں اس پر عمل کرے۔

عملی زندگی میں عقل کا استعمال:

ایک باشعور مسلمان اپنی زندگی کے ہر شعبے میں عقل کا استعمال کرتا ہے: عبادات، معاملات، معاشرت، اور اخلاقیات میں۔ وہ قرآن و سنت سے رہنمائی لیتا ہے، اور غور و فکر کر کے درست فیصلے کرتا ہے۔

قرآن حکیم میں فرمان الہی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ¹³

"بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

فرمان الہی ہے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ¹⁴

اور کسی جان کو قدرت نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور اللہ ان لوگوں پر عذاب ڈالتا ہے جو سمجھتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ اہل عقل کے بارے ارشاد فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ¹⁵

"کہو! کیا وہ لوگ برابر ہو سکتے ہیں جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے؟ نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔"

عقل اور استدلال کا استعمال نہ صرف انسانی فطرت کا حصہ ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد بھی ہے۔ ایک مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر بات کو سوچ سمجھ کر قبول کرے، دین کی باتوں میں تدبر کرے، اور شعوری طور پر اپنے اعمال کو بہتر بنائے۔ یوں عقل و شعور انسان کو کامیابی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ تابعین نے عقلی استدلال کو قرآن و سنت کے تابع رکھتے ہوئے توحید کی وضاحت کے لیے استعمال کیا، تاکہ فلسفیانہ شبہات کا جواب دے سکیں۔ حضرت طاؤس بن کیسان (متوفی 106ھ) نے جب ایک شخص کو "انما انا عبد مأمور" کہہ کر اپنی بدعت کا دفاع کرتے سنا تو فرمایا:

"اللہ کا حکم تو قرآن میں ہے، جو اس کے خلاف کرے وہ عید مأمور نہیں، بلکہ گمراہ ہے۔"¹⁶

انہوں نے عقلی انداز سے ثابت کیا کہ بندگی کا مطلب اللہ کی اطاعت ہے، نہ کہ خود ساختہ افعال۔

کسی فرد یا رہنما کی بات اُس وقت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے جب وہ خود اپنی بات پر عمل کرے۔ اگر ایک استاد یا رہنما اخلاقیات، ایمان داری، دیانت داری، محنت اور سچائی کا درس دیتا ہے، تو اس کے الفاظ تبھی اثر رکھتے ہیں جب وہ خود ان اصولوں پر عمل کرے۔ بصورت دیگر اس کی باتیں کھوکھلی محسوس ہوتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں نبی کریم ﷺ کو "اسوہ حسنہ" یعنی بہترین عملی نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا، اس پر خود سب سے پہلے عمل کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی ایک مکمل عملی مثال تھی۔

• کردار کا اثر: انسان کی شخصیت اور عمل اس کی زبان سے زیادہ اثر ہوتے ہیں۔

• قول و فعل میں ہم آہنگی: باتیں وہی اثر ڈالتی ہیں جو عمل سے ثابت ہوں۔

• رہنماؤں کی ذمہ داری: اساتذہ، والدین، اور قائدین کو اپنی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانا چاہیے۔

• اصلاح معاشرہ میں کردار: عملی نمونہ دوسروں کی اصلاح اور معاشرے کی تعمیر میں مددگار ہوتا ہے۔

مثالی نمونہ کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ¹⁷

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا¹⁸

کامل مومن وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔

نیز نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ¹⁹

"آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔"

مولانا شبلی نعمانی نے اپنی تصنیف "سیرت النبی" میں نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی کے ایسے واقعات بیان کیے ہیں جو انسانی کردار کی تربیت کے بہترین نمونے ہیں۔ عملی نمونہ پیش کرنا صرف تعلیم یا تبلیغ کا طریقہ نہیں بلکہ کردار سازی، قیادت، تربیت، اور معاشرتی تبدیلی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ دنیا انہی لوگوں کو یاد رکھتی ہے جو اپنی باتوں کو عمل سے سچ کر دکھاتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بات سنی جائے اور اس کا اثر ہو، تو ہمیں خود کو اس کا نمونہ بنانا ہو گا۔ تابعین نے صرف زبانی تبلیغ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اعمال سے توحید کی عملی تصویر پیش کی۔ وہ صرف اللہ پر توکل کرتے، اسی سے دعا مانگتے اور ہر حال میں اس کی رضا کو ترجیح دیتے۔

امام سعید بن جبیرؒ (متوفی 95ھ) جب حجاج کے ظلم کے سامنے پیش ہوئے، تو فرمایا:

"میرا رب حجاج سے بھی زیادہ قدرت والا ہے۔"²⁰

یہ کلمہ توحید کی عملی تفسیر تھا، جس نے عوام کے دل میں اللہ پر اعتماد پیدا کیا۔

فتنوں کے دور میں احتیاط و حکمت

"فتنوں کے دور میں احتیاط و حکمت" ایک نہایت اہم اور گہرے معنی رکھنے والا جملہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب معاشرہ فتنوں (یعنی آزمائشوں، انتشار، باطل نظریات، بدعت، جھوٹے عقائد یا اخلاقی زوال) کا شکار ہو، تو ایسے وقت میں انسان کو اپنے اقوال، افعال، فیصلوں اور رد عمل میں غیر معمولی احتیاط اور بالغ نظری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ جذبات میں بہہ جانا یا جلد بازی سے کوئی قدم اٹھانا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

فتنہ کیا ہے؟

"فتنہ" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے آزمائش، فساد، ابتلاء یا گمراہی۔ قرآن اور احادیث میں فتنوں کی بارہا نشاندہی کی گئی ہے کہ قیامت کے قریب فتنے عام ہوں گے، حق اور باطل کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔

احتیاط کی ضرورت کیوں؟

فتنوں کے وقت انسان کی عقل اور ایمان کا امتحان ہوتا ہے۔ جلد بازی یا غلط فیصلے انسان کو گمراہی یا فساد میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ صحیح موقف اختیار کرنے کے لیے تدبیر، علم اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

حکمت کی اہمیت:

حکمت کا مطلب ہے: بات اور عمل کو اس کے درست وقت، جگہ اور انداز میں کرنا۔ فتنوں کے زمانے میں حکمت وہ روشنی ہے جو اندھیرے میں انسان کو صحیح راستہ دکھاتی ہے۔ بغیر حکمت کے بات کرنا یا قدم اٹھانا معاشرتی انتشار کو مزید بڑھا سکتا ہے۔

أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ²¹

"اور جان لو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک آزمائش ہیں، اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔"

اس آیت میں فتنوں میں سے ایک "مال و اولاد" کو آزمائش کہا گیا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالتَّمَارَاتِ وَبَشِيرِ الصَّابِرِينَ²²

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کسی قدر خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے

دو۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُعَرِّضُ الْفِتْنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا²³۔

فتنے دلوں پر اس طرح پیش کیے جائیں گے جیسے چٹائی کا تکتا ایک ایک کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔"

اس حدیث میں فتنے آہستہ آہستہ دلوں پر اثر انداز ہونے کی بات کی گئی ہے، اور خبردار کیا گیا کہ ان سے بچنا لازم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا²⁴

"نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ فتنے آجائیں، جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ انسان صبح کو مومن ہو گا اور

شام کو کافر ہو جائے گا، یا شام کو مومن ہو گا اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ وہ دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے عوض اپنا دین بیچ ڈالے گا۔"

اس میں فتنے کے دور کی شدت کی طرف اشارہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنهَا سَتَكُونُ فِتْنٌ، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ تَشْرَفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَادًا فَلْيَعِذْ بِهِ²⁵

ترجمہ: "عنقریب فتنے ہوں گی، ان میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہو گا، اور چلنے والا دوڑنے

والے سے بہتر ہو گا۔ جو شخص ان فتنوں کی طرف بڑھے گا وہ انہیں پالے گا۔ لہذا جو شخص کوئی پناہ گاہ یا جائے امن پائے، وہ اس میں پناہ لے۔"

فتنوں کے وقت سکوت کا حکم:

حضرت علیؑ سے منقول ہے:

"كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ، لَا ظَهَرَ فِيرَكِبْ، وَلَا ضَرَعَ فَيَحْلُبْ²⁶

ترجمہ: "فتنہ کے وقت ابن لبون (یعنی ایسا اونٹ جو نہ سواری کے قابل ہو اور نہ دودھ دینے کے) کی طرح ہو جاؤ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں:

"فِي الْفِتْنَةِ كُنْ كَاهِلِ الْقُبُورِ²⁷

"فتنوں کے وقت قبروں والوں کی طرح ہو جاؤ (یعنی خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار کرو)"

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كَانَ سَلَفُنَا يَقُولُونَ: الْإِعْتَصَامُ فِي الْفِتْنَةِ أَنْ يَلْزِمَ بَيْتَهُ²⁸

ترجمہ: "ہمارے سلف فرمایا کرتے تھے: فتنہ کے وقت اعتصام یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر سے چٹا رہے۔"

امام شاطبی رحمہ اللہ:

"فِتْنَتَانِ فِيهِمَا أَصْلُ مَقْصُودِ دِينِ كَيْفَ ظَلَمْتَ وَأَوْ حَقٌّ عَلَى قَائِمٍ رَهْنًا هُوَ تَابِعٌ، نَهْ كَهَرِ مَسْئَلَةٍ عَلَى دِينِ."

آج کے دور میں اطلاق:

سوشل میڈیا پر بغیر تحقیق کے بات پھیلانا۔ فرقہ وارانہ سیاسی فتنوں میں اندھا دھند شرکت۔ دین کے نام پر شدت یا غلو کا شکار ہو جانا۔ غلط فتوؤں یا قیادت پر اندھا

اعتماد۔ ان سب صورتوں میں احتیاط اور حکمت کی شدید ضرورت ہے۔

تابعین نے فتنوں اور سیاسی اختلافات کے دور میں حکمت سے کام لیا، تاکہ توحید جیسے نازک عقیدے کو فتنوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؓ (متوفی 114ھ) کا طرز تھا کہ وہ فتنوں کے سوالات سے بچتے اور صرف اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات کی طرف توجہ دلاتے۔

"ہم نے جو کچھ سیکھا وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے سیکھا ہے، نہ کہ فتنہ پردازوں سے۔"²⁹

تابعین صرف نقل روایت پر اتکاف نہ کرتے بلکہ روایت کا بھی اہتمام فرماتے اور عقل سے تفسیری استنباط کرتے جیسے قتادہ قرآن پاک کی آیت: "فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ"³⁰

کی تلاوت کرتے پھر اس آیت کے ذریعے اہل کتاب اور مشرکین کے مابین فرق کو مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میری زندگی میں اہل کتاب کی بنسبت زیادہ" اہل

مشرک نے اسلام کی طرف رجوع کیا ہے۔ پھر اس پر وہ دلائل قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں اہل کتاب میں سے تھوڑی جماعت ایمان لائی۔³¹

مفسر آیت اور حدیث کے درمیان ربط کو قائم کرتا ہے۔ پھر آیت کی تفسیر ہم موضوع حدیث میں استنباط کے طریق سے اخذ کرتا ہے۔ جیسے:

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِي مَتَّى قَبْلَكَ³²
کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس نے فرمایا:

"نہند موت ہے اور نیند کی حالت میں اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا" حضرت حسن کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے یہود کو فرمایا:

«إِنَّ عِيسَى لَمْ يَمُتْ، وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ»³³
"حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے بے شک ان کو قیامت کے دن یوم سے قبل لوٹایا جائے گا"

یہاں پر حضرت حسن نے آیت اور حدیث کے مابین ربط پیدا کیا اور اس میں نص قاطع "أَنَّ عِيسَى لَمْ يَمُتْ" کو آیت مبارکہ "توفی علی النوم" پر محمول کیا۔ غرض کی آیت اور حدیث دونوں نفس موضوع میں ایک ہیں۔

دوسری آیت قرآنی سے لفظ کا معنی اخذ کرنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے قول "رفع" کی تفسیر "قال: رفع بناءها، بغیر عدا، بغیر کسی ستون کے آسمان کو بلند کیا سے حضرت مجاہد نے کی ہے۔ یعنی اس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

"اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا"³⁴
کی طرف اشارہ کیا اور اس آیت مبارکہ سے "رفع" کا معنی اخذ کیا۔

تابعین نے عقیدہ توحید کی اصلاح میں مختلف اسالیب اختیار کیے، جن میں تعلیم، وعظ، مناظرات، استدلال، بدعت کی تردید، اور عملی نمونہ شامل ہے۔ ان کے ان اسالیب نے عقیدہ توحید کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ بعد کی نسلوں کے لیے بھی ایک روشن نمونہ فراہم کیا۔

حاصل بحث

اس تحقیقی مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ تابعین کرام نے عقیدہ توحید کی اصلاح اور اس کی مؤثر ترویج کے لیے نہایت جامع، متوازن اور حکیمانہ اسالیب اختیار کیے۔ انہوں نے قرآن و سنت کو بنیاد بنا کر نہ صرف توحید کے صحیح تصور کو واضح کیا بلکہ ابھرتی ہوئی فکری و اعتقادی گمراہیوں کا علمی و عملی سطح پر مؤثر رد بھی کیا۔ ان کے اسالیب میں دعوت بال حکمت، موعظہ حسنہ، علمی استدلال، عملی نمونہ، اور اخلاقی تربیت کو بنیادی حیثیت حاصل تھی، جس کے ذریعے انہوں نے معاشرے میں توحید کی حقیقی روح کو زندہ رکھا۔ مزید برآں، تابعین نے صبر، تدریج، اعتدال اور حالات کے مطابق حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے مختلف طبقات تک دعوت کو مؤثر انداز میں پہنچایا۔ انہوں نے نہ صرف افراد کی اصلاح پر توجہ دی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی عقیدہ توحید کے استحکام کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ دور میں پیش آنے والے اعتقادی چیلنجز کے حل کے لیے تابعین کرام کے یہ اسالیب نہایت مؤثر اور قابل عمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جنہیں اختیار کر کے دعوت و اصلاح کے میدان میں مثبت اور دیرپا نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

نتائج: (Findings)

1. تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ تابعین کرام نے عقیدہ توحید کی اصلاح کے لیے قرآن و سنت کو بنیادی ماخذ قرار دیا اور اسی کو ہر قسم کی فکری و اعتقادی انحرافات کے مقابلے میں معیار بنایا۔
2. تابعین کے اسالیب دعوت میں حکمت، نرمی، اور تدریج نمایاں خصوصیات تھیں، جن کی بدولت وہ مختلف طبقات معاشرہ تک مؤثر انداز میں پیغام توحید پہنچانے میں کامیاب رہے۔
3. انہوں نے صرف نظری گفتگو پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے عملی کردار اور اخلاقی نمونے سے بھی عقیدہ توحید کو مضبوط کیا۔
4. تابعین نے باطل نظریات اور بدعات کا علمی و استدلالی انداز میں رد کیا، جس سے اسلامی عقیدہ کی حفاظت اور اشاعت میں اہم کردار ادا ہوا۔
5. اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تابعین کے اسالیب دعوت آج کے دور کے اعتقادی اور فکری چیلنجز کے حل کے لیے بھی نہایت مؤثر اور قابل عمل ہیں۔

سفارشات: (Recommendations)

1. موجودہ دور کے داعیان دین کو چاہیے کہ وہ تابعین کرام کے اسالیب دعوت کو اپناتے ہوئے قرآن و سنت کو اپنی دعوت کی بنیاد بنائیں۔
2. دعوتی کام میں حکمت، صبر اور نرمی کو اختیار کیا جائے تاکہ پیغام زیادہ مؤثر اور قابل قبول بن سکے۔

3. جدید فکری و اعتقادی مسائل کے حل کے لیے علمی و تحقیقی انداز اپنایا جائے، جیسا کہ تابعین نے اپنے دور میں کیا۔
4. عملی کردار، اخلاق حسنہ اور تربیت کو دعوت کا لازمی جز بنایا جائے تاکہ قول و عمل میں ہم آہنگی پیدا ہو۔
5. تعلیمی و دعوتی اداروں میں تابعین کرام کے منہج اور اسالیب پر باقاعدہ نصاب اور تربیتی پروگرام ترتیب دیے جائیں تاکہ نئی نسل کو مستند اور مؤثر رہنمائی فراہم ہو۔

حوالہ جات

- 1- أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْجَنَيْدِ، الْحَنْبَلِيُّ، ثُمَّ الشَّرْمَرَاءِيُّ الْمَتَوَفَّى: نحو 270ھ، المحبة لله سبحانه، الرياض، دار الحضارة للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى، 1424ھ - 2003ء، 86
- 2- عبد العزيز بن عبد الله بن عبد الرحمن الراحمي، شرح العقيدة الطحاوية، دار التوحيد للنشر، ط-ن، 5
- 3- جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597ھ) صفة الصفوة دار الحديث، القاهرة، مصر الطبعة: 1421ھ/2000م، 2/239
- 4- القرآن: 5/3
- 5- البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله الحنفي، صحيح البخاري، دار طوق النجاة ط1، 1422ھ، 3:184، رقم: 2697؛ أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني المتوفى: 275ھ سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، باب في لزوم السنة، 4:200، رقم: 4606
- 6- القرآن: 16/125
- 7- مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ) صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي - بيروت، مقدمه صحيح مسلم، رقم: 26
- 8- القرآن: 13/16
- 9- القرآن: 10/31
- 10- القرآن: 4/134
- 11- القرآن: 2/44
- 12- القرآن: 13/3
- 13- القرآن: 3/190
- 14- القرآن: 10/100
- 15- القرآن: 39/9
- 16- شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (المتوفى: 748ھ) سير أعلام النبلاء مؤسسة الرسالة الطبعة: الثالثة، 1405ھ / 1985م، 4/398
- 17- القرآن: 33/21
- 18- محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279ھ) سنن الترمذي شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، 1395ھ - 1975م، 3/458

- 19- أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني المتوفى: 241هـ- مسند الإمام أحمد بن حنبل، (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421هـ-2001م)، 41: 148، رقم: 24601
- 20- الذهبي، سير أعلام النبلاء، 4/321
- 21- القرآن: 8/28
- 22- القرآن: 2/155
- 23- صحيح مسلم، باب بيان ان الاسلام بدا غريبا وسيعود، 1:128، رقم 144؛ مجي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي المتوفى: 516هـ، شرح السنة، المكتب الإسلامي- دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ-1983م، 7:15
- 24- صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 118
- 25- صحيح البخاري، حديث: 3601؛ صحيح مسلم، حديث: 2886
- 26- أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: 228هـ) كتاب الفتن مكتبة التوحيد - القاهرة الطبعة: الأولى، 1412 رقم: 566؛ ابن بطل أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفى: 449هـ) مكتبة الرشد - السعودية، الرياض شرح صحيح البخاري لابن بطل الطبعة: الثانية، 1423هـ - 2003م، 8:317
- 27- أبو عبد الرحمن عبد الله بن المبارك بن واضح الحنظلي، التركي ثم المروزي (المتوفى: 181هـ) والزهد والرقائق لابن المبارك دار الكتب العلمية - بيروت، ص: 154
- 28- أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) جامع بيان العلم وفضله دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1994 م، 1:674
- 29- أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ) الطبقات الكبرى دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م، 5:382
- 30- القرآن: 2/88
- 31- محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) جامع البيان في تأويل القرآن مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م، ج2، ص329
- 32- القرآن: 5/55
- 33- تفسير طبري، ج6، ص455؛ الرازي ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، م: 327هـ، تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم، مكتبة نزار مصطفى الباز- المملكة العربية السعودية، ط3، 1419هـ، ج4، ص1110
- 34- القرآن: 13/2